40

جب تک ہم دعا کی اہمیت کو نہ سمجھیں گے ہم کامیاب نہ ہو سکیں گے

(فرمودہ 17 دسمبر 1948ء بمقام لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مجھے ابھی چونکہ کھانسی کی تکلیف ہے اس لیے مَیں زیادہ لمبا خطبہ نہیں پڑھ سکتا۔ اس وقت مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ترکوں کے سابق بادشاہ عبدالمجید 1 کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے مجھے عبدالمجید کی ایک بات بہت اچھی لگتی ہے اور وہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب یونان سے ترکی کی جنگ شروع ہونے لگی تو ترکی کے وزراء اُس وقت کے حالات کے مطابق زیادہ دیانتدار نہیں تھے۔ وہ یورپین قوموں سے اپنے ذاتی فوائد حاصل کرتے رہتے تھے اور اپنی قومی ضرورتوں کو نظر انداز کر دیا کرتے تھے۔ اِس امر کے متعلق جب اُن سے مشورہ کیا گیا تو انہوں نے بادشاہ کے سامنے بہت سی مشکلات پیش کیں۔ بعض امور کے متعلق انہوں نے کہا کہ ان میں ہماری کافی تیاری ہے اور ہمارے پاس کافی سامان موجود ہیں اور بعض امور کے متعلق انہوں نے کہا کہ ان میں ہمیں پوری تیاری حاصل نہیں اور ہمارے پاس کافی سامان موجود نہیں۔ اور اس طرح انہوں نے

بادشاہ پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی کہ ہمیں اس جنگ میں نہیں کُودنا چاہیے بلکہ دب کر صلح کر لینی چاہیے۔ بادشاہ عبدالمجید نے جب ان کے بیانات کو سنا جو انہوں نے دیئے تو اُس نے کہا دیکھو! دنیا میں کچھ کام بندہ کرتا ہے اور کچھ کام خدا تعالیٰ خود کرتا ہے۔ آپ نے بعض امور کے متعلق کہا ہے کہ ان میں ہماری کافی تیاری ہے اور ہمارے پاس کافی سامان موجود ہیں اور بعض امور کے متعلق کہا ہے کہ ان میں ہماری تیاری کافی نہیں اور مکمل سامان موجود نہیں۔ وہ کام جو ہم کر چکے ہیں اور وہ سامان جو ہم مہیا کر چکے ہیں وہ تو بندہ کی کوشش کا نتیجہ ہیں اور یہ ہم پر ایک فرض تھا جو ہم نے ادا کر دیا اور جن امور میں آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں اور ہمارے پاس کافی سامان موجود نہیں وہ خدا تعالیٰ کا حصہ ہیں۔ آخر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی تو خالی چھوڑنا ہے۔ ہر کام انسان نہیں کر سکتا۔ ایک حد تک وہ کوشش کرتا ہے مگر جو کام اُس کی طاقت سے باہر ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ خود کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا خانہ اگر خالی رہے تو کوئی حرج نہیں۔ جس قدر ہم محنت اور کوشش کر سکتے ہیں اُس حد تک ہمیں دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے بادشاہ عبدالمجید نے خدا تعالیٰ پر توکّل کیا اور کہا کہ ہر کام میں خدا تعالیٰ کا بھی حصہ ہوتا ہے اُس کو پورا کرنے کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ گویا یہ اُس کے توکّل کا اچھا نمونہ ہے اس لیے مجھے اُس سے محبت ہے۔ غرض دنیا میں جتنے کام ہوتے ہیں اُن کا کچھ حصہ تو بندے کے سپرد ہوتا ہے اور وہ اُس کو کرتا ہے اور کچھ حصہ اُن کا ایسا ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے خود کرتا ہے۔

مَیں نے جماعت کو بارہا توجہ دلائی ہے کہ ہماری جماعت کے پاس سامان تھوڑے ہیں اور اُن کے ساتھ ہم اُس کام کو پورا نہیں کر سکتے جو ہمارے سپرد ہیں اور جو خدا تعالیٰ نے ہمارے ذمہ ڈالے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی جماعتوں کے سپرد جو کام ہوتے ہیں ان میں جہاں تک بندے کی کوشش اور جدوجہد کا سوال ہوتا ہے اور جہاں تک ہمارے لیے ممکن ہوتا ہے ہمارا فرض ہوتا ہے کہ ہم اُسے اُس حد تک پورا کریں اور جتنی کمی رہ جائے اُس کو پورا کرنے کے لیے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکیں اور اس سے درخواست کریں کہ وہ اسے پورا کر دے۔ پس جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق سامان جمع کریں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ جو کام ہماری طاقتوں سے باہر ہوں ان کے لیے خدا تعالیٰ سے بھی مدد مانگتے رہیں کہ وہ ان کمیوں اور خامیوں کو جو اِن میں رہ گئی ہیں اور جن کو پورا کرنا

ہماری طاقت سے باہر ہے انہیں وہ خود پورا کر دے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ 2 میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

عبادت کے محض یہ معنے نہیں کہ وہ نمازیں جو ہم پڑھتے ہیں یا وہ روزے جو ہم رکھتے ہیں عبادت ہیں بلکہ جتنے احکام بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم پر نازل ہوئے ہیں اور وہ تمام ذمہ داریاں جو ہم پر عائد ہوتی ہیں وہ سب عبادت میں شامل ہیں۔ ہماری نمازیں ہی صرف عبادت نہیں، ہمارے روزے ہی صرف عبادت نہیں، ہماری زکوٰۃ ہی صرف عبادت نہیں، ہمارا حج ہی صرف عبادت نہیں بلکہ ہمارے چندے بھی عبادت ہیں، ہماری تبلیغ بھی عبادت ہے، ہماری تنظیم بھی عبادت ہے، پھر جماعتی کاموں میں جو ہمارا وقت صَرف ہوتا ہے وہ بھی عبادت ہے، غرباء اور مساکین کی ترقی کے لیے جو ہم کوشش کرتے ہیں وہ بھی عبادت ہے۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ پر نظر رکھتے ہوئے اور ثواب کے حصول کے لیے ہم جو خدمت اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہیں اسے بھی عبادت قرار دیا ہے۔ غرض مومن کا ہر کام ہی عبادت ہے مگر اس کا سو فیصدی پورا کرنا انسان کے لیے ممکن نہیں۔

خدا تعالیٰ کی جماعتیں جب نئی قائم ہوتی ہیں ان کے ذرائع محدود اور کم ہوتے ہیں اور دشمن کے ذرائع ان کی نسبت بہت زیادہ وسیع اور اس کے سامان بہت زیادہ مکمل ہوتے ہیں۔ پس اِيَّاكَ نَعْبُدُ پر پورا عمل کرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کا خانہ خالی رہ جاتا ہے اور اس کو پورا کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے اگلا جملہ بیان فرمایا ہے وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہ ہم تو اس کام کے لیے جتنی کوشش اور جدوجہد کر سکتے تھے کر رہے ہیں لیکن اے ہمارے خدا! باوجود ہماری کوشش اور سعی کے پھر بھی وہ کام پورا نہیں ہوتا جو ہمارے ذمہ لگایا گیا ہے۔ اے خدا! ہم باوجود کوشش کے وہ کام نہیں کر سکتے۔ جہاں تک ہماری کوشش اور جدوجہد کا سوال ہے ہم کریں گے لیکن پھر بھی جو خامیاں اور کمزوریاں اس میں رہ جائیں اے خدا! تُو خود انہیں پورا کر دے۔

غرض انبیاء کے کاموں کی تکمیل کے لیے دعا نہایت اہم اور ضروری چیز ہے اور جب تک اس پر زور نہ دیا جائے وہ کام پورے نہیں ہوتے۔ انبیاء کے کام بے شک خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے مگر بندے میں یہ احساس تو ہونا چاہیے اور اسے یہ اقرار تو کرنا چاہیے کہ اس کام کو خدا تعالیٰ ہی کرے گا۔ اگر بندہ اس کا اقرار نہیں کرتا اور اسے اس چیز کا احساس نہیں ہوتا کہ اس کام کو خدا تعالیٰ ہی پورا کرے گا اور وہ

اس کی استمداد اور استعانت سے مستغنی رہتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو بھی اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی خواہ وہ اپنی کوششوں کو انتہا تک ہی کیوں نہ پہنچا دے۔ لیکن اگر وہ اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کے خانہ کو بھی خالی تصور کرتا ہے اور مانتا ہے کہ یہ کام پورا نہیں ہوگا جب تک خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت شاملِ حال نہ ہو۔ پھر اس اقرار اور احساس کے بعد وہ خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے تو اس کی مدد آ کر اس کے کام کو مکمل کر دیتی ہے اور اس کی ناکامی کو کامیابی کے ساتھ بدل ڈالتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دعا پر زور دیا کرتے تھے۔ جب بدر کی جنگ شروع ہوئی مسلمانوں نے تمام وہ سامان جو مہیا ہو سکتے تھے مہیا کر لیے تھے، صحابہؓ اپنی جانیں پیش کرنے کے لیے تیار کھڑے تھے، اسلامی جرنیل اپنے مورچوں کو پورے طور پر مضبوط کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گوشہ میں بیٹھ کر برابر دعا فرما رہے تھے کہ خدایا! تُو ہی اسلامی لشکر کو کامیاب کر۔ آپ اِس قدر گریہ وزاری کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گرے اور اِس طرح گڑگڑائے کہ حضرت ابوبکرؓ جیسے آدمی نے بھی آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا خدا تعالیٰ کے ہم سے یہ وعدے نہیں کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں ہمیں کامیاب کرے گا؟ اگر اُس کے ہم سے وعدے ہیں تو پھر اتنی گریہ وزاری کیوں؟3 آپ نے فرمایا ابوبکر اللہ تعالیٰ کے ہم سے وعدے تو ہیں لیکن اللہ تعالیٰ غنی ہے ممکن ہے کہ اپنی کسی غفلت کی وجہ سے ہم اُس کی مدد سے محروم رہیں اس لیے مَیں دعا کرتا ہوں تا خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہوں۔

پس مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری جماعت مادی نہیں ہماری جماعت میں کئی ایسے افراد ہیں جو دعاؤں کی تحریک کو معمولی سمجھتے ہیں اور بعض لوگوں میں تو اس کی عادت پڑ گئی ہے۔ عام طور پر تمام مسلمان اِس غلطی میں مبتلا ہیں اور وہ غلطی ہماری جماعت میں بھی پیدا ہوگئی ہے۔ زبان پر تو لفظ دعا آتا ہے مگر اس سے مراد دعا نہیں ہوتی۔ مجھے قریباً ہر روز ہی ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ میرے پاس کئی غیر احمدی دوست آتے ہیں مَیں اُن کو جانتا بھی نہیں ہوتا مگر وہ آ کر کہتے ہیں آپ کی دعا سے ہمارا فلاں کام ہو گیا حالانکہ مَیں نے انہیں پہلے دیکھا بھی نہیں ہوتا۔ میری اُن سے جان پہچان بھی نہیں ہوتی اور انہوں نے مجھ سے دعا کے لیے کہا بھی نہیں ہوتا۔ پھر وہ کام میری دعا سے کیسے ہو گیا؟ یہ صرف عادت ہے کیونکہ وہ سنتے چلے آتے ہیں کہ اُن کے ماں باپ کسی زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے۔

انہیں دعا پر یقین ہوا کرتا تھا، وہ بزرگوں کے پاس جاتے تھے اور اُن سے دعا کے لیے کہا کرتے تھے، وہ انفرادی اور جماعتی طور پر دعا کیا کرتے تھے۔ پھر جب وہ دوبارہ اُن کے پاس آتے اور وہ اُن سے اُن کے کام کے متعلق پوچھتے تو وہ کہتے وہ کام آپ کی دعا کی وجہ سے پورا ہو گیا۔ وہ خود بھی اور وہ دعائیں اور وہ ایمان جو انہیں دعاؤں کی قبولیت پر تھا ختم ہو گیا ہے۔ اب صرف فقرہ رہ گیا ہے۔ جان نکل گئی ہے اور صرف جسم باقی رہ گیا ہے۔ نہ کوئی دعا کرتا ہے اور نہ اُس میں دعا پر یقین اور ایمان باقی رہا ہے، نہ اُس کے اندر یہ احساس باقی ہے کہ اُس کا کام رُکتا چلا جاتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ سے دعا مانگے گا تو اُس کا کام پورا ہو جائے گا اور نہ ہی وہ ایسی حالت پیدا کر سکتا ہے کہ اُس کی دعا قبول ہو جائے۔ وہ رسم کے طور پر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ کہتا ہے اور ساتھ ہی کہہ دیتا ہے دعاؤں میں یاد رکھنا۔ یہ صرف عادت ہے۔ ہمارا کام خواہ وہ انفرادی ہو یا قومی اُسی وقت ہو سکتا ہے جب اُس کے پیچھے روح کام کر رہی ہو خالی لاش اس کام کو نہیں کر سکتی۔ زبانی باتیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ پس چاہیے کہ ہماری جماعت دعا کی طرف توجہ کرے اور اس کی اہمیت کو سمجھے۔ جب تک جماعت اس کی اہمیت کو نہ سمجھے گی اُس کا کام مکمل نہیں ہو سکتا۔ جتنی کمزوری یا کمی ہمارے کام میں ہے اُس کی آخر دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ عدمِ توجہ کی وجہ سے ہے یا پھر یہ دل پر زنگ لگ جانے کی وجہ سے ہے جسے وہ خود بھی نہیں جانتا کہ یہ کیوں ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی اسے دور کرے تو کرے۔ اور یہ اُس وقت ہی ہو سکتا ہے جب وہ عاجزانہ اور منکسرانہ طور پر اس کے سامنے سجدے میں گرے اور اُس سے دعا کرے۔

پس جماعت کے دوستوں کو نمازیں پڑھنے اور دعائیں کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ مثلاً نمازیں ہیں۔ نماز میں فرض ہیں، سنتیں ہیں اور نوافل ہیں۔ پہلے فرض کی عادت ڈالو۔ فرض جب ساری جماعت پڑھ رہی ہو تو اُنہیں نسبتاً جلد ادا کرنا چاہیے لیکن ایسے بھی نہیں جیسا کہ پرانے زمانہ میں بعض لوگ پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اُن کے سجدے ایسے ہوتے ہیں جیسے مرغ دانے چُگتا ہے 4۔ جس طرح مرغ دانے چُننے کے لیے زمین پر چونچ مارتا ہے اور اُٹھا لیتا ہے خواہ اُس کی چونچ میں دانہ آئے یا نہ آئے۔ اِسی طرح یہ لوگ بھی زمین پر اپنا سر مارتے ہیں اور پھر اُٹھا لیتے ہیں۔ یا تو وہ کوئی الفاظ منہ سے نہیں کہتے اور اگر کہتے ہیں تو انہیں سمجھتے نہیں اور اگر سمجھتے ہیں تو اُن کے معنے نہیں جانتے۔ یہ چونچوں والی نماز مراد نہیں لیکن پھر بھی حکم یہی ہے کہ

نماز باجماعت کومختصر کیا جائے۔نماز باجماعت میں بچے، بڑے، بیمار سب شامل ہوتے ہیں اور بعض دفعہ حاجت مند لوگ شامل ہوتے ہیں۔اس لیے اُسے لمبا کرنا درست نہیں۔لیکن پھر بھی نماز باجماعت میں ایسا موقع مل جاتا ہے جس میں نماز پڑھنے والا دعا کرسکتا ہے۔پہلے تو اس کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز باجماعت کے متعلق اِس قدر اہتمام تھا کہ آپ نے فرمایا اُسے لمبا نہ کیا جائے اور بعض دفعہ لمبا کرنے پر آپ ناراض بھی ہوتے تھے۔ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے نماز پڑھائی اُس میں مَیں نے ایک رکعت میں مثلاً سورۃ بقرۃ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ نساء پڑھی (اصل سورتیں مجھے اِس وقت یاد نہیں)۔ایک شخص آیا اور نماز میں شریک ہوگیا لیکن بعد میں نماز توڑ کر اُس نے علیحدہ نماز پڑھنی شروع کردی اور علیحدہ نماز پڑھ کے چلا گیا۔وہ صحابی فرماتے ہیں کہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا یارسول اللہ! مسلمانوں میں بعض منافق بھی پیدا ہوگئے ہیں اُن کا علاج کرنا چاہیے۔مجھے ایک عجیب بات معلوم ہوئی ہے مَیں نماز پڑھا رہا تھا کہ ایک شخص آیا وہ نماز میں شامل ہوگیا مگر بعد میں اُس نے نماز توڑ دی اور علیحدہ پڑھ کر چلا گیا۔اتنے میں وہ شخص بھی آ گیا۔آپ نے دریافت فرمایا تم نے کیا کیا؟ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم لوگ کام کرنے والے ہیں۔ہم نے جانوروں کے لیے چارہ بھی لانا ہوتا ہے اور انہیں پانی بھی پلانا ہوتا ہے۔انہوں نے پہلی رکعت میں سورۃ بقرہ اور دوسری رکعت میں سورۃ نساء پڑھنی شروع کردی۔اگر مَیں الگ نماز نہ پڑھتا تو وہ جانور بھُو کے مرجاتے۔اس لیے مَیں نے نماز توڑ دی اور جس طرح مجھے آتی تھی الگ پڑھ لی۔وہ صحابیؓ فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت جوش میں آ گئے۔آپ کے چہرے پر غضب کے آثار نمایاں ہوگئے۔آپ نے فرمایا تم لوگوں کو منافق بناتے ہو؟ تم کو کس نے کہا ہے کہ اتنی لمبی لمبی سورتیں پڑھا کرو؟ سورۃ غاشیہ اور اس جیسی اَور سورتیں ہیں وہ پڑھا کروتا یہ مقتدیوں کے لیے تکلیف مَالَایُطَاق کا سبب نہ بن جائے۔[5] غرض نماز باجماعت کو چھوٹا کرنے کا ہی حکم ہے اور اسے لمبا کرنا منع ہے۔لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ موقع ایسا مل جاتا ہے کہ اس میں دعا کی جاسکتی ہے مثلاً سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعلٰی ہے کوئی اسے آہستہ آہستہ کہہ لیتا ہے اور کوئی تیز تیز کہہ لیتا ہے۔امام پانچ بار پڑھتا ہے تو مقتدی بھی انہیں پورا کر لیتا ہے اور اس کے بعد پھر بھی کچھ نہ کچھ موقع مل جاتا

ہے جس میں دوسری دعا بھی ہوسکتی ہے۔
پھر فرائض کے علاوہ سنتیں ہیں جو ہر ایک کو پڑھنی چاہییں۔ان میں دعا کی جاسکتی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ انسان کے اندر انکسار اور یقین پایا جائے۔جب وہ ان کو پورا کرے گا اور اُسے دعا کا چسکا پڑ جائے گا تو پھر قدرتی طور پر اسے نوافل پڑھنے کا شوق بھی پیدا ہو جائے گا۔پھر رات کو اٹھ کر خدا تعالیٰ اُسے تہجد پڑھنے کی توفیق بھی دے دے گا۔پھر بعض وقت ایسے ہوتے ہیں جو خالی ہوتے ہیں اُن میں بھی دعائیں کی جاسکتی ہیں۔ جب انسان سونے لگتا ہے تو کچھ وقت ایسا ہوتا ہے جو خالی ہوتا ہے۔ آخر لیٹتے ہی تو نیند نہیں آجاتی۔ بے شک ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں لیٹتے ہی نیند آجاتی ہے مگر عام طور پر پندرہ بیس منٹ ایسے ہوتے ہیں جو خالی ہوتے ہیں اور بعض تو آدھا آدھا گھنٹہ، گھنٹہ گھنٹہ لیٹے رہتے ہیں اور کروٹیں بدلتے رہتے ہیں لیکن انہیں نیند نہیں آتی۔ بہرحال اُس وقت دس پندرہ منٹ کا موقع مل جاتا ہے۔اُسی کو اگر کوئی دعا کے لیے وقف کر دے تو اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ ساری رات اُس کے دل سے دعائیں نکلتی رہیں گے۔اگر کسی کو جلدی نیند آجاتی ہے تو ضروری نہیں کہ ہمیشہ ہی اُسے جلد نیند آجاتی ہو۔بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں لیٹتے ہی نیند آجاتی ہے اور وہ بھی کبھی کبھی۔

مجھے یاد ہے کہ مَیں ایک دفعہ شملہ گیا وہاں مجھے لیکچر دینے کے لیے کہا گیا اور مَیں نے مان لیا۔ یہ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ کی بات ہے۔ وہاں سے مَیں نے انصار اللہ کے نوٹس شائع کرنے کے لیے ایک دستی پریس خریدا تھا۔میرے پاس لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ سارے پریس والے اشتہار شائع کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔اس لیے لیکچر چھوڑنا پڑے گا۔ پہلے تو مَیں نے لوگوں کے اصرار پر لیکچر دینا منظور کیا تھا مگر جب انہوں نے آکر یہ کہا کہ پریس والے انکار کرتے ہیں تو مَیں نے کہا تب تو ضرور لیکچر دینا چاہیے۔اس پریس پر ہی پہلا تجربہ کریں گے۔ چنانچہ مَیں نے ہی اُس وقت اشتہار لکھا اور مَیں نے ہی پنسل سٹنسل (PENCIL STENCIL) کے ساتھ لکھا۔حافظ روشن علی صاحب بھی ساتھ بیٹھ گئے اور اشتہار چھاپتے گئے۔ہم دونوں دو تین بجے رات فارغ ہوئے اور رات ہی رات وہ اشتہار چھاپ دیا۔ جب ہم اشتہار چھاپ چکے تو حافظ روشن علی صاحب کہنے لگے مَیں تو اَب سوتا ہوں۔ انہوں نے زمین پر سر رکھا اور پانچ سیکنڈ کے اندر مجھے اُن کے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ انہیں مجھ سے مذاق کی عادت تھی۔مَیں نے سمجھا شاید مذاق کر رہے ہیں۔اشتہار میں شاید کوئی بات رہ

گئی تھی۔ مَیں نے حافظ صاحب کو آواز دی اور جھنجھوڑا مگر وہ نہ بولے اور ان کے خراٹوں کی آواز برابر آرہی تھی۔ مجھ پر یہی اثر تھا کہ وہ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔ آخر مَیں بھی سو گیا۔ صبح اٹھ کر مَیں نے ان سے بات کی۔ انہوں نے کہا مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔ مَیں تو سو گیا تھا۔ پس بے شک بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے لیکن اکثر لوگ ایسے ہیں جو دس دس پندرہ پندرہ منٹ تک لیٹے رہتے ہیں پھر کہیں جا کر نیند آتی ہے۔ پہلے غنودگی سی آتی ہے پھر حرکت میں سستی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اور پھر جیسے پانی میں کوئی چیز غائب ہو جاتی ہے نیند آجاتی ہے۔ اگر فارغ وقت کو دعاؤں میں لگا دیا جائے تو قومی ترقی اور اپنے کاموں کی اصلاح کے لیے دعا کی عادت پیدا ہو جائے گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کی نماز کے بعد کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔6 اس میں یہی حکمت تھی کہ آخر یہ وقت کہیں تو صَرف کیا جائے گا۔ اگر اُس وقت میں ذکر الٰہی کیا جائے تو یہی وقت انسان کی روحانی ترقیات کا موجب بن جائے گا۔

پس مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جو کام ہمارے سپرد کیے گئے ہیں وہ اتنے وسیع ہیں کہ بظاہر وہ ناممکن نظر آتے ہیں اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ یہ ناممکن ہیں۔ اگر ہم اپنی انتہائی کوشش اور جدوجہد بھی کر لیں، اگر ہم ہر قسم کی قربانیاں بھی کر لیں تب بھی ہمارے کام ادھورے اور نامکمل رہ جاتے ہیں اور جب تک ہمارے کام مکمل نہیں ہو جاتے ہم فتح نہیں پا سکتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد آئے اور خدا تعالیٰ کی مدد کو لانے کے اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر ہم اپنی پوری جدوجہد خرچ کریں اور ساری کی ساری قوت لگا دیں پھر بھی وہ کام نہیں چلے گا۔ اگر کام چل جاتا تو خدا تعالیٰ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے ساتھ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ نہ فرماتا۔ اِس میں یہی نصیحت ہے کہ تم پوری پوری جدوجہد کرو لیکن اس پر توکّل نہ کر بیٹھو۔ بے شک تم کوشش اور جدوجہد کرتے ہو تو پوری کرتے ہو، تم جو قربانی کر سکتے ہو پورے زور کے ساتھ کرتے ہو، تم چندوں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہو، تم روزوں کے پابند ہو، تم زکوٰۃ پوری دیتے ہو، تم حاجتمندوں کی مدد کرتے ہو، تم خدمت خلق کرتے ہو لیکن پھر بھی اگر کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ اگر اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پر تم پوری طرح عمل نہیں کرتے تو یہ کامل عبودیت نہیں کامل عبودیت اُس وقت ہی حاصل ہوتی ہے جب اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پر بھی عمل کیا جائے۔

پس جماعت کے دوستوں کو رسمی دعاؤں کے لیے کہنا چھوڑ دینا چاہیے۔ جب کوئی شخص کسی سے کہتا ہے کہ وہ اس کے لیے دعا کرے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود بھی دعا کرے۔ اگر وہ مجھ کو دعا کے لیے کہتا ہے یا اَور کسی کو دعا کے لیے کہتا ہے اور آپ دعا کے لیے کافی وقت نہیں نکالتا تو اللہ تعالیٰ دوسرے کے دل میں بھی دعا کے لیے تحریک نہیں کرتا۔ یہ روحانی چیز ہے۔ بعض لوگ مجھے دس دس رُقعے لکھ دیتے ہیں۔ رُقعے سنبھال کر تو نہیں رکھے جاتے۔ میری عادت ہے کہ رقعہ پڑھتے وقت دعا کرتا جاتا ہوں۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ کسی کی طرف سے ایک ہی خط آتا ہے تو اس کے لیے دعا اِس زور سے نکلتی ہے کہ وہ قبولیت کا موجب ہو جاتی ہے حالانکہ مجھے اس کا علم بھی نہیں ہوتا اور نہ وہ میرا جانا بوجھا ہوتا ہے۔ وہ رقعہ مختصر اور سادہ ہوتا ہے مگر اُسے پڑھ کر ایک بجلی سی پیدا ہو جاتی ہے اور اتنے زور کے ساتھ دعا نکلتی ہے کہ مَیں سمجھ لیتا ہوں کہ اُس کا کام ہو گیا۔ لیکن بعض کے بیس بیس رقعے آتے ہیں۔ بے شک اُن کے لیے بھی دعا نکلتی ہے اور ان کے لیے بھی مَیں دعا کرتا ہوں لیکن اُس کے پیچھے وہ بجلی نہیں ہوتی کیونکہ اس کے لکھنے والا دعا کا قائل نہیں ہوتا یونہی رسمی طور پر دعا کے لیے لکھ دیتا ہے۔ اس کے ماں باپ احمدی ہوتے ہیں یا دوست احمدی ہوتے ہیں وہ دعا کے قائل ہوتے ہیں وہ اُسے کہتے ہیں تم ان سے بھی دعا کے لیے کہنا تو وہ لکھ دیتا ہے لیکن بوجہ اخلاص اور جوش کے نہ ہونے کے دعا کرنے والے کے اندر بھی ویسی تحریک پیدا نہیں ہوتی۔ اگر دعا کرانے والے کے اندر بھی اخلاص اور جوش پایا جاتا ہو، وہ دعا کی اہمیت کو سمجھتا ہو اور پھر وہ کسی کے پاس جاتا ہے اور اُسے دعا کے لیے کہتا ہے تو قدرتی طور پر اس کے اندر دعا کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس کے اندر خود جوش اور اخلاص نہیں تو اسے دعا کی قبولیت پر یقین نہیں۔ وہ اپنی جدوجہد اور کوشش پر توکل کر لیتا ہے تو اس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلتا۔ کیونکہ دعا جوشِ اخلاص اور یقین کے بغیر قبول نہیں ہوا کرتی۔

غرض اپنے کاموں کے علاوہ ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہیے کہ اے خدا! جس حد تک ہماری طاقت تھی ہم نے کوشش کی اب تُو ہی اس کام کو پورا کر دے کیونکہ یہ کام اب ہماری طاقت سے باہر ہے۔ تم پہلے فرائض کو ادا کرنے کی طرف توجہ کرو۔ اگر تم دعا کرتے رہو تو مجھے کسی خطبہ کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر تمہارے اندر کمزوریاں اور خامیاں ہیں اور تم دعا کرتے ہو کہ خدایا! تُو ان کمزوریوں اور خامیوں کو دور کر دے تو تمہاری دعا ہی اُن کو دور کر دے گی۔ اگر تم نمازوں میں کمزور ہو اور تم دعا

کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمہاری اس کمزوری کو دور کر دے اور تمہارے اندر اس کمزوری کا احساس پایا جاتا ہے تو خدا تعالیٰ تمہاری کمزوری کو دور کر دے گا اور تم خود بھی نمازوں میں پابندی اختیار کرو گے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی مدد اُس وقت ہی آئے گی جب تم خود بھی اپنے اندر تغیر پیدا کرو۔ اگر تمہارے اندر جوش اور اخلاص ہے اور پھر تم دعا کرتے ہو تو تم کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ کامیابی تمہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ تم اپنے اندر جوشِ اخلاص اور دعا پر یقین پیدا کرو۔

مَیں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں خصوصاً نوجوانوں کو کہ وہ اپنے اندر دعا کرنے کی عادت پیدا کریں۔ پرانے لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ دیکھا ہے اور اُن کے اندر دعا کرنے کی عادت پائی جاتی ہے۔ اب نوجوانوں کو بھی اپنے اندر یہ عادت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ کے سامنے رونے، گریہ وزاری کرنے اور فریاد کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اگر وہ پورے اخلاص، یقین اور جوش کے ساتھ ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ کی مدد آئے گی جو اُن کی حالت کو بھی درست کر دے گی اور کامیابی کے رستے بھی اُن کے لیے کھول دے گی"۔

(الفضل 24 دسمبر 1948ء)

1: **عبدالمجید**: عثمانی بادشاہ ۔ سلطان محمود ثانی کا بیٹا۔ پیدائش 25/ اپریل 1823ء ۔وفات 25 جون 1861ء۔ یکم جولائی 1839ء کو اپنے والد کی مسند پر بیٹھا۔

2: الفاتحة: 5

3: سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 297 مطبع مصر 1936ء (مفہومًا)

4: الحکم 24 دسمبر 1900ء زیرِ عنوان ''حضرت اقدسؑ کی باتیں''

5: صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی العشاء

بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب ما یکرہ من السمر بعد العشاء